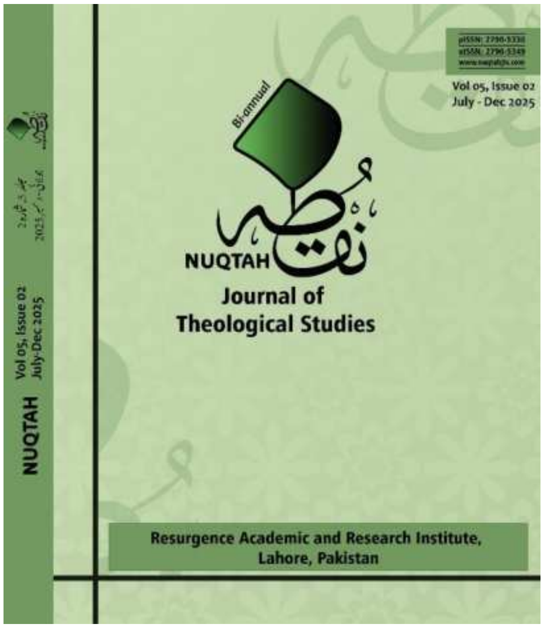

Nuqtah journal of Theological Studies

Editor: Dr Shumaila Majeed

(Bi-Annual)

Languages : English, Urdu, Arabic

pISSN: 2790-5330 eISSN: 2790-5349

https://nuqtahjts.com/index.php/njts

Published by

Resurgence Academic and Research Institute Lahore (53720), Pakistan

Email: editor@nuqtahjts.com

مصنوعی کوکھ: اسلامی شریعت کے تناظر میں ایک تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of Artificial Womb Technology in the Context of Islamic Shariah

Dr. Raja Majid Moazzam (Corresponding Author)
Post doctoral fellow, Islamic Research Institute, International Islamic University Islamabad.
Email: majid_arabia@hotmail.com

Dr. Fazli Dayan
Associate Professor, University of Peshawar
Email: dr.dayan@icp.edu.pk

Published online: 15 Dec, 2025

View this issue

OPEN ACCESS

CC BY

Complete Guidelines and Publication details can be found athttps://nuqtahjts.com/index.php/njts/publication-ethics

Abstract

Artificial womb technology (AWT) represents a revolutionary development in reproductive science, offering an alternative environment for fetal growth outside the human body. This research provides a comprehensive analytical study of AWT in the context of Islamic Shariah, using classical jurisprudence, legal maxims, and contemporary fiqh discourse as its evaluative framework. The study begins by examining the Islamic perspective on procreation and the legitimacy of modern assisted reproductive techniques. It traces the historical evolution of artificial reproduction—from artificial insemination and IVF to surrogacy and finally artificial wombs—highlighting the ethical and legal challenges posed by each method.

A detailed comparison is drawn between surrogacy and artificial wombs to determine the extent of "mixing of lineage," moral harm, violation of modesty, and other concerns emphasized by Islamic law. The findings reveal that while surrogacy is unanimously prohibited due to lineage confusion, the presence of two mothers, and moral transgressions, artificial womb technology does not inherently produce such conflicts. Based on Islamic legal maxims such as *al-ḍarūrāt tubīḥ al-maḥẓūrāt*, *al-mashaqqah tajlib al-taysīr*, and *irtikāb akhaff al-ḍararayn*, the study concludes that AWT may be conditionally permissible—particularly in cases of medical necessity, the absence of a viable uterus, or life-threatening complications—provided that the gametes belong exclusively to a married couple and all ethical safeguards are observed.

The research calls for further deliberation by Islamic fiqh academies, bioethics experts, and legislative bodies to develop clear guidelines before the technology becomes clinically widespread. Overall, the study argues that artificial womb technology, unlike surrogacy, offers a feasible and Shariah-compliant alternative for preserving lineage, protecting life, and fulfilling the maqāṣid al-sharī'ah in contemporary reproductive challenges.

Key words: Artificial Womb Technology; Islamic Shariah; Lineage (Nasab); Surrogacy; Islamic Bioethics; Maqāṣid al-Sharī'ah; Assisted Reproductive Technologies; Fiqh of Medicine; Genetic Engineering; Contemporary Fiqh Issues.

مبحث اول: اولاد کا حصول اور مصنوعی طریقہ ہائے تولید

اللہ تعالی نے انسان کے اندر کئی طرح کے جذبات رکھے ہیں۔ انہی جذبات میں جنسی خواہشات، اولاد سے محبت، نفرت، حسد، غصہ اور بغض وغیرہ شامل ہیں۔ اگر ان جذبات کو منظم اور کنٹرول کر کے انسان اپنی زندگی گزارے تو یہی جذبات انسان کی دنیا اور آخرت کی کامیابی کا سبب بن سکتے ہیں۔

اسلام دینِ فطرت ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلام نے ان جذبات کو منظم کرنے کے لیے کئی طرح کے احکامات دیے ہیں تا کہ ایک مسلمان ان جذبات کا مثبت استعمال کر کے اپنی زندگی کو بہتر انداز سے گزار سکے۔ ایک انسان اگر ان جذبات کی رو میں بہہ جائے تو وہ انسانیت کی معراج سے گر جاتا ہے۔ سورۃ التین میں اللہ تعالی کا ارشاد باری تعالی ہے:

ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ (پھر ہم نے (انسان) کو نیچوں سے نیچا کر دیا)[1]

اللہ تعالی نے جنسی خواہشات اور جذبات کی تنظیم کے لیے نکاح کی سہولت دی ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ[2]

(بس تم عورتوں میں سے جو بھی تمہیں اچھی لگیں تم ان سے نکاح کر لو، دو دو، تین تین، چار چار سے)

اسی نکاح کے نتیجے میں انسان کو جہاں نفسیاتی سکون ملتا ہے[3]، وہیں انسانی نسل کی بقاء بھی ہوتی ہے۔ انسانی نسل کی بقاء یعنی اولاد کا حصول ہر انسان کی طلب ہوتی ہے۔ مختلف انبیاء کرام نے اسی طلب اور خواہش کا اظہار اپنی دعاؤں میں کیا ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا کا ذکر کچھ یوں ہے:

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ[4]

(وہیں زکریا نے اپنے رب سے دعا کی کہ اے میرے رب مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا کیجیے بے شک آپ دعا کے سننے والے ہیں)

حضرت زکریا علیہ السلام نے بڑھاپے میں اللہ تعالی سے اولاد کی دعا مانگی، جس کا ذکر ان الفاظ میں آیا ہے:

وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰي رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ[5]

(اور زکریا کو یاد کرو! جب اس نے اپنے رب کو پکارا، اے میرے رب! مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور آپ سب سے بہتر وارث ہیں)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نیک اولاد کی دعا کی:

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ (اے رب، مجھے کوئی نیک بیٹا دے)[6]

اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اہلیہ حضرت سارہ علیہا السلام نے بڑھاپے میں اولاد کی دعا کی، جس کا ذکر قرآن میں آیا ہے:

وَ اِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا[7] (اور میں اپنے پیچھے اپنے بھائی بندوں سے ڈرتا ہوں اور میری عورت بانجھ ہے آپ مجھ کو اپنے پاس سے ایک کام سنبھالنے والا بخش دیں)

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے جواب میں انہیں حضرت اسحاق علیہ السلام اور ان کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام کی بشارت دی: وَامْرَاَتُهٗ قَآىِٕمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ[8] (اور اس کی عورت کھڑی تھی وہ ہنس پڑی، پھر ہم نے اس کو اسحاق کے پیدا ہونے کی اور اسحٰق کے بعد یعقوب کی خوش خبر دی)

اولاد اور مال کو اللہ تعالی نے انسان کے لیے دنیاوی زینت قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا[9]

(مال اور اولاد دنیوی زندگی کی زینت ہیں اور باقی رہنے والے اعمال صالحہ، باعتبار ثواب اور امید تمہارے رب کے نزدیک بہتر ہیں)

اللہ تعالی کے بے شمار احسانات میں سے ایک احسان اولاد بھی ہے:

ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا [10]

(پھر ہم نے دوسری بار تم کو ان پر غلبہ دیا، مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد کی اور تمہیں بڑی جماعت بنادیا)

اولاد کا حصول ایک فطری جذبہ ہے۔ جدید دور میں بے اولادی کے بڑھتے ہوئے مسائل نے اس جذبے کو مہمیز دی ہے۔ اس صورت حال نے نفسیاتی مسائل میں اضافہ کر دیا ہے۔ انہی نفسیاتی مسائل کے حل کے لیے میڈیکل سائنس نے بے اولاد جوڑوں کو اولاد سے نوازنے کے لیے مختلف طریقے اپنائے۔ انہی طریقوں میں ٹیسٹ ٹیوب بے بی، کرائے کی کوکھ اور مصنوعی کوکھ شامل ہیں۔

ایک انسان کی تخلیق میاں بیوی کے جنسی اتصال سے وقوع پذیر ہوتی ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا [11]

(ہم نے انسان کو منی کے ایک قطرے سے بنایا، تاکہ ہم اسے آزمائیں پھر کر دیا اسے سنتا دیکھتا)

بعض اوقات ایسی صورتحال پیدا ہو جاتی ہے کہ انسان کا نطفہ بار آور نہیں ہوتا حلانکہ میاں اور بیوی میڈیکل کے لحاظ سے بالکل تندرست ہوتے ہیں۔ ایسی صورت حال کے حوالے سے قرآن کی تعلیمات یہ ہیں:

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَاۗءُ عَقِيْمًا ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ[12]

(اللہ تعالیٰ کی بادشاہت ہے آسمانوں میں اور زمین میں، پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے، جس کو چاہے بیٹیاں بخشتا ہے اور جس کو چاہے بیٹے۔ یا ان کو جوڑے بیٹے اور بیٹیاں دیتا ہے اور جس کو چاہے بانجھ کر دیتا ہے، وہ سب کچھ جاننے والا قدرت والا ہے۔)

اس آیت مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ کسی جوڑے کا طبعی طور پر بے اولاد ہونا اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے اور ہمیں اس تقدیر پر راضی رہنا چاہیے۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا تقدیر پر راضی رہتے ہوئے علاج نہیں کروانا چاہیے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر بے اولادی کا سبب مرد یا عورت کا مرض ہے تو علاج کروانا ایمان اور تقدیر کے خلاف نہیں ہے، بلکہ بعض حالات میں علاج واجب ہو جاتا ہے۔ حضرت اسامہ بن شریک کہتے ہیں کہ دیہاتیوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم علاج کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (اللہ کے بندو، علاج کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی مرض ایسا نہیں رکھا کہ اس کا علاج نہ ہو یا فرمایا دوا نہ ہو۔ ہاں ایک مرض لاعلاج ہے۔ عرض کیا وہ کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بڑھاپا)[13]

اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی مرد یا عورت بیمار ہو تو اسے علاج کروانا چاہیے۔ اگر بے اولادی کا سبب کوئی بیماری ہے تو اس کا علاج کروانا سنت ہے اور یہ ایمان اور تقدیر کے خلاف نہیں ہے۔

مبحث دوم: مصنوعی طریقہ ہائے تولید کی تاریخ

مصنوعی طریقہ ہائے تولید کی تاریخ میں کئی اہم مراحل اور ارتقائی عمل شامل ہیں، جنہوں نے اسے موجودہ شکل دی ہے۔ اس تاریخ کا آغاز جانوروں میں ابتدائی تجربات سے ہوا، اور بعد ازاں بیسویں صدی میں انسانی تولید میں مصنوعی طریقوں کی شمولیت ہوئی۔ اس پس منظر کو سمجھنے کے لیے، ہم اس ارتقائی سفر کو مختلف ادوار میں تقسیم کرتے ہیں:

1۔ قدیم زمانے کے تجربات:

مصنوعی تولید کے ابتدائی تجربات جانوروں پر کیے گئے تھے۔ قدیم مصری اور یونانی تہذیبوں میں جانوروں کی نسل کشی میں کچھ بنیادی تجربات کیے جاتے تھے، تاہم اس وقت یہ طریقے سائنسی بنیادوں پر نہیں بلکہ مشاہدے پر مبنی تھے۔ اُس وقت انسانوں میں تولید کے لیے ایسے تجربات ممکن نہیں تھے، لیکن یہ خیالات ضرور موجود تھے کہ مخصوص تکنیکوں سے نسل میں بہتری لائی جا سکتی ہے۔

2۔ اٹھارویں صدی کے ابتدائی سائنسی تجربات:

اٹھارویں صدی میں سائنس میں ترقی کے ساتھ ساتھ تولیدی نظام کے ارتقائی عمل میں بھی اضافہ ہوا۔ 1780 میں ایک اطالوی سائنسدان لازارو اسپالنزانی (Lazzaro Spallanzani) نے مصنوعی تخم ریزی (Artificial Insemination) کا پہلا کامیاب تجربہ کیا۔ انھوں نے مینڈکوں، کتوں اور دیگر مختلف جانوروں پر تجربات کیے اور یہ دریافت کیا کہ تخم کو مصنوعی طور پر داخل کر کے تولیدی عمل مکمل کیا جاسکتا ہے۔ اسی عمل نے انسانی تولید کے مصنوعی طریقوں کی بنیاد رکھی۔[14]

3۔ انیسویں صدی کے تجربات اور مشاہدات:

انیسویں صدی میں سائنسدانوں نے مختلف جانوروں پر مزید تجربات کیے اور مصنوعی تخم ریزی کو بہتر بنانے کی کوشش کی۔ اسی دور میں سائنس میں میڈیکل اور بائیولوجیکل تحقیق میں تیزی آرہی تھی، اور خاص طور پر مویشیوں میں مصنوعی تخم ریزی کے کامیاب تجربات کیے گئے۔ یہ تجربات انسانوں میں اس طریقے کے استعمال کی بنیاد بنے۔

4۔ بیسویں صدی اور مصنوعی طریقہ ہائے تولید:

بیسویں صدی کو مصنوعی تولید کے میدان میں سب سے زیادہ اہمیت دی جاتی ہے، کیونکہ اس دور میں انسانی تولید میں مصنوعی طریقوں کا باقاعدہ آغاز ہوا۔

1930 کی دہائی میں، مصنوعی تخم ریزی کو انسانوں میں استعمال کیا گیا۔ یہ ایک بڑی کامیابی تھی، کیونکہ اب ان جوڑوں کے لیے امید پیدا ہوئی تھی جو قدرتی طور پر بچے پیدا نہیں کر سکتے تھے۔ یہ طریقہ، اگرچہ ابتدائی مراحل میں تھا، لیکن اس نے انسانوں میں مصنوعی تولید کے ممکنات کو حقیقت میں بدل دیا۔

1978 میں دنیا کی پہلی بچی "ٹیسٹ ٹیوب بے بی" "لوئیس براون کی پیدائش ہوئی۔ اس بچی کی پیدائش ان وٹرو فرٹیلائزیشن (IVF) کے ذریعے ممکن ہوئی، جس میں بیضے کو جسم سے باہر فرٹیلائز کیا گیا اور پھر اسے رحم میں منتقل کیا گیا۔ یہ عمل ایک بہت بڑی کامیابی تھی، اور اس کے بعد IVF کے ذریعے ہزاروں بچوں کی پیدائش ہوئی۔ لوئیس براون کی پیدائش نے دنیا بھر میں اس موضوع پر بحث چھیڑ دی اور مصنوعی تولید کو ایک نیا رخ دیا۔

1990 کی دہائی میں انٹرا اسائٹوپلاسمک اسپرم انجیکشن (ICSI) کا طریقہ ایجاد ہوا۔ اس طریقے میں ایک نطفے کو براہ راست بیضے میں داخل کیا جاتا ہے، جو خاص طور پر اُن جوڑوں کے لیے مفید ہے جن میں نطفے کی کمزوری ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ، "ڈونر ایگ" اور "ڈونر اسپرم" کے ذریعے بھی تولید ممکن ہو گئی، مگر اس پر دینی اور اخلاقی اعتراضات موجود ہیں۔[15]

5۔ اکیسویں صدی اور جدید ترین طریقہ کار کا استعمال:

اکیسویں صدی میں مصنوعی تولیدی طریقوں میں جدت آگئی۔ جنین کو فریز کرنا، جنیاتی سلیکشن، کرائے کی ماں (سروگیسی)، مصنوعی رحم اور دیگر متبادل طریقے سامنے آئے۔ ان تکنیکوں نے ان لوگوں کے لیے مزید مواقع فراہم کیے جو فطری طور پر بچوں کے خواہاں تھے لیکن مختلف مسائل کی وجہ سے قدرتی تولید سے قاصر تھے۔ اس کے ساتھ

ساتھ ان تکنیکوں کے اخلاقی، مذہبی، اور قانونی پہلوؤں پر بھی بحث ہوئی۔ علماء اور اسلامی محققین نے مصنوعی تولید کے جائز اور ناجائز پہلوؤں پر اپنے فتاویٰ دیے، جس سے یہ بحث اور زیادہ وسعت اختیار کر گئی۔

مبحث سوم: مصنوعی طریقہ ہائے تولید کی صورتیں

عصر حاضر میں تولیدی ٹیکنالوجی کے غیر معولی ترقی نے بہت سے جنسی امراض کا علاج ممکن بنا دیا ہے۔ اسی ٹیکنالوجی کی وجہ سے مصنوعی تولید کے بے شمار طریقے سامنے آ چکے ہیں۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ تولید کے یہ مختلف طریقے اسلامی شریعت سے ہم آہنگ ہیں یا نہیں؟ اگر ہم آہنگ نہیں ہیں تو کن کن مقامات پر تصادم لازم آتا ہے؟ اسی طرح اگر کوئی فرد غیر شرعی طریقے سے اولاد حاصل کر لیتا ہے تو اس کے نسب کا کیا حکم ہو گا؟ اس فصل میں انہی سوالوں کا جواب دیا جائے گا۔

1- **مصنوعی بار آوری:** یہ بہت عام اور سادہ طریقہ ہے۔ اس طریقے میں مرد کا نطفہ ایک سرنج میں لے کر احتیاط سے عورت کے رحم میں داخل کا کیا جاتا ہے، جہاں عورت کا بیضہ اس سے مل کر بار آور ہو جاتا ہے۔ یہ طریقہ اس وقت استعمال میں لایا جاتا ہے جب ایک مرد کسی وجہ سے جماع کے قابل نہ ہو، لیکن اس کا نطفہ حیاتیاتی اعتبار سے صحت مند ہو اور اس میں تولیدی صلاحیت بھی ہو۔ شرعی طور پر اس طریقے کو علاج کی غرض سے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس شرط کے ساتھ کہ اس مرد کا نطفہ اسی کی بیوی کے رحم میں داخل کا کیا جائے۔ اس صورت میں بچہ صحیح النسب مانا جائے گا۔[16]

2- **ٹیسٹ ٹیوب:** اس طریقے کو آئی وی ایف (In Vitro Fertilization) بھی کہتے ہیں۔ اس طریقے میں میاں بیوی کے مادوں کو حاصل کر کے ایک شیشے کی نلکی یا ٹیوب میں اختلاط کروایا جاتا ہے اور بار آور ہونے پر ایک مخصوص طریقے سے بیوی کے رحم میں منتقل کیا جاتا ہے۔ پھر وہ جنین ارتقائی مراحل طے کر کے مکمل بچے کی صورت میں اس دنیا میں آ جاتا ہے۔ یہ صورت اس وقت استعمال کی جاتی ہے جب بیوی کسی رحم کے مرض کی وجہ سے بار آور نہ ہو سکتی ہو۔ مذکورہ صورت شرعی طور پر یہ جائز ہے اور بچے کا نسب بھی درست ہو گا، بشرطیکہ صرف میاں بیوی کے مادوں کا اختلاط کروایا جائے، علاج اور اولاد کی طلب مقصد ہو، ماہر مسلمان ڈاکٹر کا مشورہ شامل ہو[17]۔ ٹیسٹ ٹیوب کی کچھ مزید صورتیں بھی ہیں:

1- کوئی شخص اپنے نطفے اور کسی اجنبی عورت کے بیضہ کو ٹیوب میں بار آور کروائے پھر اس جنین کو اپنی بیوی کے رحم میں داخل کروائے اور بیوی کے رحم ہی سے اس بچے کی ولادت ہو۔ یہ صورت قطعی حرام ہے، جہاں تک اس نامولود بچے کے نسب کی بات ہے تو یہ بچہ ثابت النسب مانا جائے گا۔ اس لیے کہ یہ بچہ اس عورت کے رحم اور مرد کے فراش پر پیدا ہوا ہے:

أَنَّ النَّسَبَ فِي جَانِبِ الرِّجَالِ يَثْبُتُ بِالْفِرَاشِ وَفِي جَانِبِ النِّسَاءِ يَثْبُتُ بِالْوِلَادَةِ[18]

(بے شک مردوں کی جانب سے نسب فراش سے اور عورتوں کی جانب سے ولادت سے ثابت ہوتا ہے)

2- کوئی شوہر کسی اجنبی فرد کے نطفہ کو اپنی بیوی کے بیضہ سے ملا کر ٹیوب میں بار آور کروائے اور پھر اپنی بیوی کے رحم میں داخل کروادے اور اسی سے بچہ پیدا ہو۔ یہ صورت بھی حرام ہے، اگر کسی نے ایسا کر دیا تو پہلی صورت کی طرح یہ بچہ بھی ثابت النسب مانا جائے گا۔

3- کوئی شوہر کسی اجنبی مرد کے نطفے اور اجنبی عورت کے بیضہ سے ملا کر ٹیوب میں بار آور کروائے اور پھر اپنی بیوی کے رحم میں داخل کروادے اور اسی سے بچہ پیدا ہو۔ پہلی اور دوسری صورت کی طرح یہ صورت بھی حرام ہے اور اگر کسی نے ایسا کر دیا تو پہلی صورت کی طرح یہ بچہ بھی ثابت النسب مانا جائے گا۔

3- **کرائے کی کوکھ:** اسے سروگیسی (surrogacy)، قائم مقام مادریت، کرائے کی رحم بھی کہتے ہیں۔ اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ بیوی رحم کے کسی مرض کی وجہ سے حاملہ نہ ہو سکتی ہو یا ہونا نہ چاہتی ہو تو میاں بیوی کسی دوسری عورت کی کوکھ کرائے پر لے لیتے ہیں۔ ٹیسٹ ٹیوب کے ذریعے میاں بیوی کے مادوں کو ملاپ کروایا جاتا ہے اور پھر حاصل شدہ جنین کو کرائے والی عورت کے کوکھ میں منتقل کیا جاتا ہے۔ ولادت کے بعد وہ بچہ میاں بیوی کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ اس صورتحال میں بچے کی دو مائیں ہو جاتی ہیں: ایک وہ ماں جس کا بیضہ لیا گیا ہے، دوسری وہ ماں جس کے کوکھ میں بچے نے پرورش پائی ہے۔ یہ کام بعض اوقات رضاکارانہ طور پر انجام پاتا ہے، لیکن اکثریت معاوضے کے بدلے یہ کام کرتی ہے۔ بہت سے ممالک میں اس کو قانونی حیثیت ملی ہوئی ہے۔ اسلامی شریعت میں کرائے کی کوکھ بالکل ناجائز عمل ہے۔ ایسا عمل معنوی زنا ہے[19]۔ شریعت کسی عمل کو نہیں مانتی جس میں انسان کی ماں دو حصوں یعنی قانونی ماں اور حیاتیاتی ماں میں تو تقسیم ہو۔ اس عمل کے ناجائز اور حرام ہونے کے دلائل حسب ذیل ہیں:

- مقاصد شریعت میں ایک مقصد نسب کی حفاظت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت میں یہ جائز نہیں ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے کی اولاد کو اپنی اولاد قرار دے۔

ارشاد باری ہے:

وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ [20]

(اور جو تمہارے منہ بولے بیٹے ہیں ان کو تمہارے بیٹے نہیں بنایا، یہ تمہارے منہ سے کہنے کی بات ہے)

کرائے کی کوکھ سے نسب میں اختلاط ہو سکتا ہے۔ شک وشبہ سے بالا اور جائز اولاد ہونے کے لیے سب سے اہم اور ضروری بات یہ ہے کہ اس کی پیدائش اس عورت کے واسطے سے ہوئی ہو جو اس کے والد سے ازدواجی رشتے میں سے وابستہ ہو۔

- اسلامی شریعت میں معاشرے کو پاکیزہ رکھنے کے لیے عورتوں اور مردوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ ارشاد باری ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ [21]

(ایمان والوں سے کہہ دیں کہ اپنی نظروں کو نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے بیشک اللہ تعالیٰ کو خبر ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں)

شرم گاہوں کی حفاظت کے مفہوم میں بہت وسعت ہے۔ اس میں ہر طرح کی بے حیائی سے بچنا شامل ہے۔ اگر کوئی میاں بیوی اپنے نطفے اور بیضہ سے کسی تیسری خاتون کو سیر اب کرتے ہیں تو یہ حیا کے خلاف ہے۔

- بچے کی ماں وہی عورت کہلائے گی جس کے پیٹ سے بچے نے جنم لیا ہو۔ اس حوالے سے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ[22] (ان کی مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنا ہے)

اس آیت مبارکہ سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ حقیقت میں انسان کی ماں وہی عورت ہے، جس نے اسے اپنے پیٹ سے جنم دیا ہو۔ اس لیے اگر کوئی میاں بیوی کسی تیسری خاتون سے اپنا بچہ پیدا کرواتے ہیں تو شرعی طور پر منکوحہ بیوی اس بچے کی ماں نہیں کہلوائے گی اور نہ ہی اس کا نسب صاحب نطفہ سے منسلک ہو گا۔

- اسلام نے اس چیز کو حرام کر دیا ہے کہ کوئی شخص غیر منکوحہ عورت سے مباشرت کا عمل کرے۔ حضرت رافع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کے دن فرمایا: (جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنا پانی دوسرے کے کھیت میں ڈالے۔)[23]

اس حدیث مبارکہ سے صاف طور پر واضح ہو رہا ہے کہ کوئی شخص اپنی منکوحہ بیوی کے علاوہ کسی کی کھیتی سیر اب نہیں کر سکتا۔ یہاں کھیتی سیر اب کرنے سے مراد کسی بھی غیر منکوحہ عورت سے جنسی تعلق قائم کرنا ہے۔ جب ایک شخص کے نطفے کو غیر منکوحہ عورت کے رحم میں طبی آلات کے ذریعے منتقل کیا جائے گا تو یہ عمل بھی دوسرے کی کھیتی سیر اب کرنے کے مترادف ہے، اور یہ قطعی طور پر حرام ہے۔

- اسلامی شریعت کا ایک بنیادی اصول یہ بھی ہے کہ بچہ اسی کا ہو گا جس کے گھر میں پیدا ہوا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک طویل حدیث کے آخر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے: (لڑکا اسی کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا اور زانی کے لیے پتھر ہے۔)[24]

حدیث بالا سے واضح ہو تا ہے کہ بچے کا نسب صاحب فراش سے ثابت ہو گا، نہ کہ صاحب نطفہ سے۔ گویا ثبوت نسب، صاحب نسب کے نطفہ اور اس کی وطی پر موقوف نہیں ہے، بلکہ فراش پر موقوف ہے۔

- اولاد کے حصول کے لیے کسی عورت کی کوکھ کی کرائے پر لینا اسلامی تعلیمات کے پاکیزہ مزاج اور عفت وحیاء کے خلاف ہے۔ شریعت میں فرج کی کمائی حرام ہے۔ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتے کی قیمت لینے اور زناکاری کی اجرت سے اور کاہن کی اجرت سے منع فرمایا ہے۔)[25]

- عصر حاضر کے تمام بڑے فقہاء اور دار الافتاء کے محققین نے کرائے کی کوکھ کو حرام قرار دیا ہے۔ ڈاکٹر یوسف قرضاوی، ڈاکٹر محمد سید طنطاوی، ڈاکٹر جاد الحق، ڈاکٹر مصطفٰی زرقاء[26]، دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی[27]، دار الافتاء جامعہ دار العلوم انڈیا[28] نے اس عمل کو حرام قرار دیا ہے۔

4- **مصنوعی کوکھ (artificial womb):** مصنوعی کوکھ، جینیاتی انجینئرنگ کے میدان میں جدید ترین تصور ہے۔ اس ٹیکنالوجی کے مطابق اب بچے پیدا کرنے کے لیے رحم مادر کی ضرورت نہیں بلکہ یہ بچے مصنوعی کوکھ (انکیوبیٹر / مشین) میں پیدا ہوں گے۔ اس مصنوعی کوکھ میں بچے کو ماں کے جسم کی طرح ہی غذا دی جائے گی۔ بچے کو ہر طرح کی بیماریوں سے بچاؤ کے لیے حفاظتی ویکسین کا انتظام ہو گا۔ آکسیجن کی فراہمی، خون کی سرکولیشن، دل کی دھڑکن اور دیگر تمام کاموں کو مشین سے کنٹرول کیا جائے گا۔ میاں بیوی کے سپرم اور بیضہ کو مصنوعی کوکھ میں منتقل کرنے سے پہلے جینیاتی انجینئرنگ کے ذریعے بچے کے قد، رنگ، بال اور دیگر عوامل کو والدین کی مرضی اور پسند کے مطابق تبدیل کیا جا سکے گا۔ اس پورے نظام کو والدین کے موبائل فون کی خصوصی ایپ سے مربوط کر دیا جائے گا اور والدین چوبیس گھنٹے اپنے بچے کی افزائش اور حرکات کو براہ راست دیکھ سکیں گے۔ اگر والدین اپنے بچے کو باہر کے ماحول کی آوازیں سنانا چاہتے ہیں تو وہ اپنے موبائل فون کی خصوصی ایپ کے ذریعے اسے آوازیں سنا سکیں گے۔[29]

مبحث چہارم: مصنوعی کوکھ کیا ہے؟

اللہ رب العزت نے ایک بچے کی بہترین نشوونما کے لیے ماں کا پیٹ ہی رکھا ہے۔ ماں کے پیٹ کا نعم البدل ہو ہی نہیں سکتا۔ اسی لیے اللہ رب العزت نے رحم مادر کو "محفوظ مقام" قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ، ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ، ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۭ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ [30]

(بیشک ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا، پھر اس کو ایک مضبوط اور محفوظ جگہ میں نطفہ بنا کر رکھا، پھر نطفے سے جما ہوا خون بنایا پھر اس جمے ہوئے خون سے گوشت کی بوٹیاں بنائی پھر اس بوٹی سے ہڈیاں بنائیں، پھر ان ہڈیوں پر گوشت چڑھایا، پھر اس کو نئی صورت میں بنا دیا۔ تو اللہ جو سب سے بہتر بنانے والا ہے بڑا بابرکت ہے)

یہی وجہ ہے کہ ایسے بچے جو مقررہ وقت سے پہلے پیدا ہو جاتے ہیں وہ مختلف امراض اور مسائل کا شکار رہتے ہیں۔ بعض اوقات ایسے بچے موت کی وادی میں چلے جاتے ہیں۔ انہی مسائل کے حل کے لیے جینیاتی انجینئرنگ کے سائنس دان کافی عرصے سے تحقیق کر رہے تھے۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی مصنوعی کوکھ بھی ہے۔

مصنوعی کوکھ کو انگلش میں (Artificial womb)، عربی میں "الرحم الصناعی" اور اردو میں "مصنوعی کوکھ یا مصنوعی رحم مادر" کہتے ہیں۔ مصنوعی کوکھ، جینیاتی انجینئرنگ کے میدان میں جدید ترین تصور ہے۔ اس ٹیکنالوجی کے مطابق اب بچے پیدا کرنے کے لیے رحم مادر کی ضرورت نہیں بلکہ یہ بچے مصنوعی کوکھ (انکیوبیٹر / مشین) میں پیدا ہوں گے۔ اس مصنوعی کوکھ میں بچے کو ماں کے جسم کی طرح ہی غذا دی جائے گی۔ بچے کو ہر طرح کی بیماریوں سے بچاؤ کے لیے حفاظتی ویکسین کا انتظام ہو گا۔ آکسیجن کی

فراہمی، خون کی سرکولیشن، دل کی دھڑکن اور دیگر تمام کاموں کو مشین سے کنٹرول کیا جائے گا۔ میاں بیوی کے سپرم اور بیضہ کو مصنوعی کوکھ میں منتقل کرنے سے پہلے جینیاتی انجینئرنگ کے ذریعے بچے کے قد، رنگ، بال اور دیگر عوامل کو والدین کی مرضی اور پسند کے مطابق تبدیل کیا جاسکے گا۔ اس پورے نظام کو والدین کے موبائل فون کی خصوصی ایپ سے مربوط کر دیا جائے گا اور والدین چوبیس گھنٹے اپنے بچے کی افزائش اور حرکات کو براہ راست دیکھ سکیں گے۔ اگر والدین اپنے بچے کو باہر کے ماحول کی آوازیں سنانا چاہتے ہیں تو وہ اپنے موبائل فون کی خصوصی ایپ کے ذریعے اسے آوازیں سنا سکیں گے۔[31]

اس جدید ٹیکنالوجی کا اہم مقصد یہ ہے کہ ان بچوں کی مدد فراہم کی جائے جو قبل از وقت پیدا ہو جاتے ہیں یا جن کی ماں صحت کے مسائل کی وجہ سے حمل کو مکمل نہیں کر پاتی۔ مصنوعی کوکھ کے ذریعے جنین کو ایک محفوظ اور صحت مند ماحول میں نشوونما پانے کا موقع ملتا ہے۔

مبحث پنجم: مصنوعی کوکھ کا طریقہ کار

مصنوعی کوکھ (Artificial Womb Technology) ایک ایسی ٹیکنالوجی ہے، جس کا مقصد ایک ایسا مصنوعی ماحول تیار کرنا ہے جو قدرتی رحم مادر جیسا ہو، تاکہ انسانی جنین (fetus) کو اسی طرح کی نشوونما فراہم کی جاسکے۔ یہ ٹیکنالوجی خاص طور پر ان بچوں کے لیے اہم ہے جو قبل از وقت (premature) پیدا ہوتے ہیں یا جن کی نشوونما میں پیچیدگیاں ہوتی ہیں اور انہیں اضافی دیکھ بھال کی ضرورت ہوتی ہے۔

مصنوعی کوکھ کا طریقہ کار:

بائیوری ایکٹر:

مصنوعی کوکھ ایک خاص قسم کی تھیلی یا بائیوری ایکٹر پر مشتمل ہوتا ہے جو شفاف ہوتا ہے تاکہ سائنسدان یا ڈاکٹروں کو بچے کے نشوونما کے عمل کو دیکھنے میں آسانی ہو۔ یہ بائیوری ایکٹر قدرتی رحم کی طرح ہوتا ہے اور اس میں وہ سبھی خصوصیات فراہم کی جاتی ہیں جو بچے کو محفوظ ماحول دیتی ہیں۔

امینیوٹک فلوئڈ(Amniotic Fluid):

مصنوعی کوکھ میں ایک مصنوعی مائع بھرا جاتا ہے، جو جنین کو نمی، حرارت، اور تحفظ فراہم کرتا ہے، جیسے قدرتی رحم میں ہوتا ہے۔ یہ مائع بچے کے جسم کو نمی دیتا ہے، درجہ حرارت کو مستحکم رکھتا ہے، اور جھٹکوں سے بچاتا ہے۔

نالیوں کا نظام:

مصنوعی کوکھ میں ایک مخصوص نظام ہوتا ہے جو خون کے ذریعے آکسیجن اور غذائی اجزاء کو جنین تک پہنچاتا ہے، جیسے قدرتی نال میں ہوتا ہے۔ اس میں نال جیسا مصنوعی نظام شامل ہوتا ہے جو آکسیجن کی فراہمی اور کاربن ڈائی آکسائیڈ کے اخراج کو کنٹرول کرتا ہے۔ اس طرح، بچہ قدرتی طریقے سے سانس لینے کے عمل سے محفوظ رہتا ہے۔

غذائی اجزا کی فراہم اور اخراج کا نظام:

مصنوعی کوکھ کے اندر بچے کو خون کے ذریعے تمام ضروری غذائی اجزا جیسے پروٹین، وٹامنز، اور نمکیات فراہم کیے جاتے ہیں۔ اس کے لیے خون کی نالیاں اور مائیکرو ڈیوائسز کا استعمال کیا جاتا ہے، جو بچے کی ضرورت کے مطابق اجزا فراہم کرتے ہیں اور اخراج کو کنٹرول کرتے ہیں۔

جسمانی نشوونما:

مصنوعی کوکھ میں جنین کی قدرتی نشوونما کے عمل کو برقرار رکھنے کے لیے مصنوعی ہارمونز اور کیمیکلز بھی فراہم کیے جاتے ہیں جو بچے کی جسمانی نشوونما اور اعضاء کی تعمیر میں مدد دیتے ہیں۔

مانیٹرنگ سسٹم:

مصنوعی کوکھ میں جدید سینسرز لگائے جاتے ہیں، جو جنین کی دل کی دھڑکن، درجہ حرارت، آکسیجن کی سطح، اور دیگر ضروری عوامل کو مستقل مانیٹر کرتے ہیں۔ یہ سینسر ڈیٹا کو ڈاکٹرز کے پاس بھیجتے ہیں، جس سے انہیں بچے کی نشوونما اور صحت کا اندازہ ہوتا ہے۔

حیاتیاتی مطابقت اور تحفظ:

مصنوعی کوکھ میں استعمال ہونے والے تمام اجزا حیاتیاتی مطابقت رکھتے ہیں، یعنی وہ بچے کی جلد اور جسم پر کسی قسم کی منفی اثرات نہیں ڈالتے۔ اس میں خاص قسم کی مواد کا استعمال کیا جاتا ہے تاکہ جنین کی جسمانی اور حیاتیاتی ضروریات پوری کی جاسکیں۔

مبحث ششم: مصنوعی کوکھ کی صورتیں

مصنوعی رحم مادر (Artificial Womb) ایک ایسا نظام ہے جس کے ذریعے ایک بچے کی پیدائش کے عمل کو بیرونی ماحول میں ممکن بنایا جاسکتا ہے۔ اس میں مختلف صورتیں ہوسکتی ہیں جن کا خلاصہ درج ذیل ہے:

بیگ سسٹم (Bag System):

اس میں ایک بیگ کی مانند مصنوعی رحم تیار کیا جاتا ہے جس میں جنین کو مناسب ماحول دیا جاتا ہے۔ اس میں مائع (amniotic fluid) موجود ہوتا ہے جس میں جنین کو رکھ کر بڑھنے دیا جاتا ہے۔ اس نظام کو محفوظ طریقے سے آکسیجن، غذائیت اور دیگر ضروری چیزیں فراہم کی جاتی ہیں۔ اس کے ذریعے کئی بھیڑ کے بچے پیدا ہو چکے ہیں۔

بایوری ایکٹر سسٹم (Bio-Reactor System):

بایوری ایکٹر ایک ایسا نظام ہے جس میں خلیات اور ٹشوز کی نشو نما کو کنٹرول کیا جاتا ہے۔ اس سسٹم میں جنین کو بڑھنے کے لئے مختلف کیمیائی اور حیاتیاتی عوامل فراہم کیے جاتے ہیں، جو رحم کے اندرونی ماحول کو نقل کرتے ہیں۔

یونیورسل انکیوبیٹر (Universal Incubator):

یہ نظام ایک جدید انکیوبیٹر کی طرح ہے جس میں جنین کی نشو نما کے لئے ضروری درجہ حرارت، نمی اور دیگر عوامل کو کنٹرول کیا جاتا ہے۔

ہائبرڈ سسٹم (Hybrid System):

یہ طریقہ قدرتی اور مصنوعی دونوں قسم کے نظاموں کو ملاتا ہے۔ اس میں کچھ مراحل قدرتی رحم میں اور کچھ مصنوعی نظام میں ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر، ابتدائی مراحل میں جنین ماں کے رحم میں ہوتا ہے اور بعد کے مراحل مصنوعی رحم میں منتقل کر دیے جاتے ہیں۔

ری بوٹک نظام (Robotic System):

اس نظام میں ایک ری بوٹ تیار کیا جاتا ہے۔ پھر اس ری بوٹ کے اندر مصنوعی رحم رکھا جاتا ہے۔ گویا ایک ری بوٹ ہی بچے کو جنم دیتا ہے۔

مبحث ہفتم، مصنوعی کوکھ کی پہلی صورت اور اس کے شرعی احکامات:

پہلی صورت یہ ہے کہ جنین کچھ مدت اپنی ماں کے پیٹ میں پرورش پائے اور بعد میں رحم کی کسی بیماری کی وجہ سے اس کو مصنوعی کوکھ میں منتقل کر دیا جائے۔ اس صورت میں اس کا شرعی حکم علاج کا ہو گا اور بظاہر یہ صورت جائز معلوم ہوتی ہے۔ یعنی ماں اور بچے کی حفاظت اور علاج کی غرض سے بچے کو مصنوعی کوکھ میں رکھ دیا جائے جیسے کسی بچے کو مدت حمل کی تکمیل سے قبل پیدائش کی صورت میں نرسری میں رکھا جاتا ہے۔

مختلف احادیث میں علاج کروانے کا حکم دیا گیا ہے۔ ان میں سے چند حسب ذیل ہیں:

حضرت اسامہ بن شریک کہتے ہیں کہ دیہاتیوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ! کیا ہم علاج کیا کریں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (اللہ کے بندو، علاج کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی مرض ایسا نہیں رکھا کہ اس کا علاج نہ ہو یا فرمایا دوا نہ ہو۔ ہاں ایک مرض لاعلاج ہے۔ عرض کیا وہ کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بڑھاپا۔)[32]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ کے گھر والوں میں سے کسی کو بخار ہو جاتا تو آپ ﷺ حریرہ تیار کرنے کا حکم دیا کرتے اور پھر اس میں سے گھونٹ گھونٹ پینے کا حکم دیتے اور فرماتے: (یہ غم گین دلوں کو تقویت پہنچاتا اور بیمار کے دل سے تکلیف دور کرتا ہے۔ جس طرح تم میں سے کوئی عورت پانی کے ساتھ اپنے چہرے کا میل کچیل دور کرتی ہے۔)[33]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اس سیاہ دانے (کلونجی) کو ضرور استعمال کرو۔ اس میں موت کے علاوہ ہر بیماری کی شفاء ہے۔)[34]

ربیع بنت معوذ روایت کرتی ہیں، کہ (ہم جہاد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جاتی تھیں اور پانی پلاتی تھی اور زخمیوں کا علاج کرتی تھیں اور زخمیوں اور مقتول لوگوں کو اٹھا کے مدینہ لاتی تھیں۔)[35]

حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا بنت محصن سے روایت ہے کہ میں اپنا ایک بیٹا لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی، جسے میں نے بیماری کی وجہ سے دبایا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (تم اپنی اولادوں کا حلق اس جونک سے کیوں دباتی ہو، تم عود ہندی کے ذریعہ علاج کیا کرو کیونکہ اس میں سات امراض کی شفاء ہے، ان میں سے ایک نمونیہ ہے ۔حلق کی بیماری میں اسے ناک کے ذریعہ ٹپکایا جائے اور نمونیے میں منہ کے ذریعے ڈالا جائے۔)[36]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (جن چیزوں سے تم علاج کرتے ہو ان میں سے اگر کسی میں خیر ہے تو وہ پچھنے (حجامہ) لگانا ہے۔)[37]

ان تمام احادیث مبارکہ سے علاج کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ چونکہ مصنوعی کوکھ کی پہلی صورت کا تعلق بھی علاج کے قبیل سے ہے۔ اس لیے یہ صورت جائز تصور ہو گی، کیونکہ اس میں انسانی جسم کی حفاظت اور بقاء مطلوب ہے۔

مبحث ہشتم، مصنوعی کوکھ کی دوسری صورت اور اس کے شرعی احکامات:

مصنوعی کوکھ کی دوسری صورت یہ ہے کہ میاں بیوی کے سپرم اور بیضہ لے کر ٹیسٹ ٹیوب میں بار آور کروایا جائے اور پھر جنین کو براہ راست مصنوعی کوکھ یعنی انکیوبیٹر / مشین میں منتقل کیا جائے۔ اسی مشین میں یہ بچہ پرورش پائے گا اور اس کی تمام غذائی ضروریات مصنوعی طور پر مشین کے ذریعے پوری کی جائیں گی۔

اس صورت کی اسلامی تعلیمات معلوم کرنے کرنے کے لیے ہمیں شریعت کے عمومی اصولوں کی مد نظر رکھنا ہو گا۔

1- اس حوالے سے ایک بات بڑی واضح ہے کہ کرائے کی کوکھ کی نسبت مصنوعی کوکھ میں اختلاط نسب کا خدشہ نہیں ہے، اس لیے ہم اس صورت کو مکمل طور پر حرام یا ناجائز نہیں کہہ سکتے۔ ہاں اولی اور غیر اولی کی بات ضرور ہو سکتی ہے۔

2- دوسری بات یہ ہے کہ اسلامی شریعت میں اضطراری حالت میں کچھ احکامات بدل جاتے ہیں۔ انسانی جان کی حفاظت واجب ہے۔ اس لیے ایک جان کے بچاؤ کے لیے ضرورت کے تحت جائز تصور کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اضطراری کیفیت میں حرام چیز کے استعمال کو چند شرائط کے ساتھ اجازت دی ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ[38]

(اس نے تو تمہارے لیے بس مردار جانور، خون اور سور حرام کیا ہے، نیز وہ جانور جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا ہو۔ ہاں اگر کوئی شخص انتہائی مجبوری کی حالت میں ہو(اور ان چیزوں میں سے کچھ کھالے) جبکہ اس کا مقصد نہ لذت حاصل کرنا ہو اور نہ وہ (ضرورت کی) حد سے آگے بڑھے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔)

اس آیت مبارکہ میں مضطر شخص کو حرام چیز کے استعمال کو چند شرائط کے ساتھ اجازت دی گئی ہے۔ اضطرار اس کیفیت کو کہتے ہیں جب آدمی حرام چیز کے استعمال پر اس طرح مجبور کر دیا جائے کہ اس کے بغیر اس کی زندگی نہ بچ سکے۔ اسی طرح جب ایک خاتون مکمل طور پر کوکھ سے محروم ہو تو وہ مصنوعی کوکھ کے ذریعے بچہ پیدا کر سکتی ہے۔

3-لاینکر ارتکاب اخف الضررین کم تر برائی یا نقصان کا اٹھانا درست ہے۔

کسی معاملے میں جب دو برائیاں جمع ہو جائیں تو کم تر برائی پر سمجھوتہ کیا جائے گا۔ اب اگر ایک انسان کے پاس دو اختیار ہوں، ایک کرائے کی کوکھ والا اختیار اور دوسرا مصنوعی کوکھ والا۔ اب اس صورت حال میں کم تر برائی کو اپناتے ہوئے مصنوعی کوکھ والے اختیار کو اپنایا جا سکتا ہے۔

4-الضرورات تبیح المحظورات ضرورت ممنوع چیز کو جائز کر دیتی ہے۔

یہ قانون صرف اضطراری حالت کے لئے ہے چنانچہ جیسے ہی یہ حالت بدل جائے ویسے ہی شریعت کا اصل حکم واپس آجائے گا۔ چونکہ مسئلہ مذکورہ میں انسانی جان کا بچاؤ ایک اضطراری حالت ہے اور اس اضطراری حالت کے پیش نظر مصنوعی کوکھ کے ذریعے بچہ پیدا کیا جا سکتا ہے۔

5-اذا ضاق الامر اتسع جب کوئی معاملہ تنگی پیدا کرے تو اس میں وسعت پیدا ہو جاتی ہے۔

شریعت انسانوں کے لیے نازل کی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لیے آسانیاں پیدا کی ہیں۔ انہی آسانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ جب کوئی شریعت کا معاملہ تنگی پیدا کرے تو اس میں وسعت پیدا ہو جاتی ہے۔ لہذا اس وسعت میں مسئلہ مذکورہ بھی شامل کیا جا سکتا ہے۔

6-اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری اور مکمل شریعت میں اپنے بندوں کے لیے آسانی اور گنجائش کو رکھا ہے تاکہ اس کے بندے تکالیف اور مشکلات سے محفوظ رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ[39]

ترجمہ: اللہ تمہارے ساتھ نرمی کرنا چاہتا ہے، سختی کرنا نہیں چاہتا۔

انسان بنیادی طور پر کمزور ہے۔ اسی لیے انسان نرمی اور تخفیف کو پسند کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی کمزوری کو مدنظر رکھ کر اسلامی شریعت کے احکامات میں آسانی اور سہولت کو پسند کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا[40]

ترجمہ: اللہ چاہتا ہے کہ تم سے بوجھ ہلکا کرے اور انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

ہر وہ کام جو انسانی استطاعت سے بڑھ کر ہوں، ان پر اللہ کی طرف سے باز پرس نہیں ہو گی۔ اس اصول کو قلت تکلیف کا نام دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا[41]

ترجمہ: اللہ کسی بھی شخص پر اس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا۔

اللہ تعالیٰ نے شرعی امور میں بے جا پابندیوں کا خاتمہ فرمایا اور قرآن مجید میں صراحت فرمائی کہ اس دین میں تنگی پیدا کرنے کی ہرگز گنجائش نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ[42]

ترجمہ: اور تم پر دین کی کسی بات کی تنگی نہیں۔

شرعی امور میں رب تعالیٰ کی طرف سے دی گئی رخصتوں اور سہولتوں سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ بالخصوص جب معاملہ انسانی صحت کا ہو تو پھر بدرجہ اولیٰ ان سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ مسلمانوں کو ہر معاملے میں اعتدال سے کام لینا چاہئے۔ جہاں وہ عزیمتوں پر عمل پیرا ہوں وہاں رخصتوں کا بھی انکار نہ کریں۔

مبحث نہم: کرائے کی کوکھ (surrogacy) اور مصنوعی کوکھ (artificial womb) کا تقابلی جائزہ:

کرائے کی کوکھ اور مصنوعی کوکھ کے تعارف اور شرعی احکامات کے بعد اب ان میں فرق اور تقابل کے لیے درج ذیل ٹیبل اور چارٹ کو ملاحظہ کیجیے۔

ٹیبل-1

نمبر شمار	کرائے کی کوکھ (surrogacy)	اور مصنوعی کوکھ (artificial womb)
1	اختلاط نسب ہوتا ہے۔	اختلاط نسب کا خدشہ نہیں ہے۔
2	معنوی زنا ہے۔	یہ زنا کے زمرے میں نہیں آتا
3	بے حیائی پھیلتی ہے۔	بے حیائی کا خدشہ کم ہے۔
4	اس میں دو مائیں ہوتی ہیں۔	اس میں ماں ایک ہی رہتی ہے۔
5	وراثت میں مسئلہ ہوتا ہے۔	وراثت کا مسئلہ نہیں ہے۔
6	دوسرے کی کھیتی سیراب کرنا ہے۔	اس میں ایسا نہیں ہوتا۔
7	فرج کی کمائی کے مترادف ہے۔	اس میں ایسا نہیں ہوتا۔

8	صاحب فراش اس کا والد ہو گا۔	صاحب نطفہ اس کا والد ہو گا۔
9	بطور علاج جائز نہیں ہے۔	بطور علاج جائز ہے۔
10	یہ بڑی برائی ہے۔	یہ کم تر برائی ہے۔
11	اضطرار کی صورت میں بھی جائز نہیں ہے۔	اضطرار کی صورت میں گنجائش ہے۔
12	اخراجات زیادہ ہیں۔	اس میں بھی اخراجات بہت زیادہ ہیں۔
13	اس میں جینیاتی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔	بچے کے قد، رنگ، بالوں میں جینیاتی تبدیلی ممکن ہے۔
14	فطری طریقہ پیدائش ہے۔	مکمل مصنوعی طریقہ ہے۔

ٹیبل 1 کا تجزیہ:

ٹیبل میں کرائے کی کوکھ اور مصنوعی کوکھ کے درمیان اہم فرقوں کو نمایاں کیا گیا ہے:

1. اختلاط نسب : کرائے کی کوکھ میں نسب کے اختلاط کا خطرہ ہوتا ہے کیونکہ بچے کی پرورش کرنے والی اور حمل اٹھانے والی ماں دو مختلف خواتین ہوتی ہیں۔ مصنوعی کوکھ میں بچے کا نسب خالص رہتا ہے کیونکہ ماں ایک ہی ہوتی ہے۔
2. زنا اور بے حیائی : کرائے کی کوکھ کو بعض اسلامی علماء معنوی زنا اور بے حیائی پھیلانے کا ذریعہ سمجھتے ہیں جبکہ مصنوعی کوکھ کو زنا کے زمرے میں نہیں رکھا جاتا۔
3. مائیں : کرائے کی کوکھ میں دو مائیں ہوتی ہیں، یعنی وہ جو بیضہ فراہم کرتی ہے اور وہ جو حمل اٹھاتی ہے۔ مصنوعی کوکھ میں ماں ایک ہی رہتی ہے۔
4. وراثت اور نسب : کرائے کی کوکھ میں وراثت کے مسائل زیادہ ہوتے ہیں جبکہ مصنوعی کوکھ میں یہ مسائل کم ہیں کیونکہ بچے کا والد اور نسب طے شدہ ہوتا ہے۔
5. علاج کی حیثیت : کرائے کی کوکھ اسلامی فتووں کے مطابق بطور علاج جائز نہیں ہے، جبکہ مصنوعی کوکھ کو بعض حالات میں اضطرار کی صورت میں جائز سمجھا جاتا ہے۔
6. اخراجات : دونوں صورتوں میں اخراجات زیادہ ہیں لیکن مصنوعی کوکھ میں ٹیکنالوجی کی وجہ سے شاید زیادہ مالی بوجھ ہو سکتا ہے۔
7. جینیاتی تبدیلی : کرائے کی کوکھ میں جینیاتی تبدیلی ممکن نہیں ہے جبکہ مصنوعی کوکھ میں جینیاتی انجینئرنگ کے ذریعے بچے کے مختلف صفات میں تبدیلی ممکن ہے۔

تجاویز و سفارشات:

1. مصنوعی کوکھ جیسے حساس موضوع پر اسلامی فقہی اکیڈمیوں، اسلامی نظریاتی کونسل اور بین الاقوامی فقہی اداروں کو تفصیلی بحث کرنی چاہیے تاکہ ایک متفقہ رائے سامنے آئے۔
2. مصنوعی کوکھ کے اثرات صرف طبی نہیں بلکہ معاشرتی، خاندانی اور اخلاقی ہیں۔ ان پہلوؤں پر مزید اسلامی تحقیقی مطالعے کیے جائیں۔
3. ڈاکٹروں، بایو ایتھکس ماہرین اور علما کے مابین مشترکہ اجلاس ہوں تاکہ اس ٹیکنالوجی کے ممکنہ نتائج کو اسلامی نقطۂ نظر سے بہتر طور پر سمجھا جاسکے۔
4. مسلم معاشروں میں پارلیمانی و قانونی سطح پر اس موضوع پر ضابطہ سازی کی جائے تاکہ مستقبل میں اس ٹیکنالوجی کا غلط استعمال نہ ہو۔
5. مزید تحقیقی مقالے تیار کیے جائیں جو مصنوعی کوکھ کے میکانزم، اخلاقی مضمرات اور شرعی حیثیت کو الگ الگ موضوعات کے تحت واضح کریں۔
6. اسلامی شریعت کے مقاصد خمسہ (حفظِ دین، جان، نسل، عقل اور مال) کے تناظر میں مصنوعی کوکھ کا تقابلی مطالعہ کیا جائے۔
7. اس ٹیکنالوجی کے بارے میں عام مسلمانوں میں آگاہی پیدا کرنے کے لیے سیمینارز اور ورکشاپس منعقد کیے جائیں۔
8. بین الاقوامی سطح پر دیگر مذاہب کے نقطۂ نظر سے بھی تقابلی مطالعہ کیا جائے تاکہ اسلام کے موقف کو عالمی سطح پر پیش کیا جاسکے۔
9. مقالے کے نتائج کو تحقیقی جرائد اور علمی کانفرنسز میں پیش کر کے علمی مکالمے کو فروغ دیا جائے۔

حوالہ جات:

[1] Al-Tīn, 95:5.
[2] Āl ʿImrān, 3:4.
[3] Luqmān, 31:21.
[4] Āl ʿImrān, 3:38.
[5] al-Anbiyā', 21:89.
[6] al-Ṣāffāt, 37:100.
[7] Maryam, 19:5.
[8] Hūd, 11:71.
[9] al-Kahf, 18:48.
[10] al-Isrā', 17:6.
[11] al-Insān, 76:2
[12] al-Shūrā, 42:49–50.
[13] Al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʻĪsā, *Jāmiʻ Tirmidhī* (Riyadh: Dār al-Salām, 1417 AH), ḥadīth 2128.
[14] Ombelet, W., & Van Robays, J. (2015). Artificial insemination history: hurdles and milestones. *Facts, views & vision in ObGyn*, *7*(2), 137–143. P141.
<https://pmc.ncbi.nlm.nih.gov/articles/PMC4498171/>
[15] Ibid:P137-143
[16] Hussain, Mubisher, *Jadid Fiqi Masail* (Lahore: Nomani kutub Khana, 2008) P 50-51.
[17] Ibid:P57.
[18] al-Kāsānī, ʿAlā' al-Dīn Abū Bakr ibn Masʿūd, *Badā'iʿ al-Ṣanā'iʿ fī Tartīb al-Sharā'iʿ*, Maktabah al-Shāmilah, vol. 6, p. 253
[19] Fazli Dayan. *Surrogacy and Inter-Related Issues: A Legal Analysis from the Perspective of Islamic Law*, Journal of Applied Environmental and Biological Sciences, J. Appl. Environ. Biol. Sci., 7(6)31-40, 2017. Also see: Fazli Dyan. *The Status of Surrogacy, Surrogate Mother in Islamic Law: A Critical Analysis*, Journal of Applied Environmental and Biological Sciences, J. Appl. Environ. Biol. Sci., 7(7)31-38, 2017.
[20] القرآن، 4:33-
[21] القرآن، 30:24-
[22] al-Mujādilah, 58:2.
[23] Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ashʿath al-Sijistānī, *Sunan Abī Dāwūd* (Riyadh: Dār al-Salām), ḥadīth no. 2158.
[24] al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Riyadh: Dār al-Salām), ḥadīth no. 1974.
[25] Ibid., ḥadīth no. 2146.
[26] al-Khūlī, Hind, "Tājīr al-Arḥām fī al-Fiqh al-Islāmī," *Majallat Jāmiʿat Dimashq*, 2011, vol. 27, issue 3, p. 282.
[27] Dār al-Iftā', Jāmiʿah Dār al-ʿUlūm (Karachi), Fatwa No. 143904200044
[28] Dār al-Iftā', Jāmiʿah Dār al-ʿUlūm India, Fatwa Nos 862–915.
[29] Dr. Krishna Sai Reddy Onti etc. All. *E*CTOGENESIS: ARTIFICIAL WOMB TECHNOLOGY – A WOMEN'S BEYOND CHOICE, World Journal of Advance Healthcare Research ,2021, Volume 5, Issue 2, P89-91.
[30] Al-Mominoon 23:12-14
[31] Dr. Krishna Sai Reddy Onti etc. All. *E*CTOGENESIS: ARTIFICIAL WOMB TECHNOLOGY – A WOMEN'S BEYOND CHOICE, World Journal of Advance Healthcare Research ,2021, Volume 5, Issue 2, P89-91.
[32] al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā, *Jāmiʿ al-Tirmidhī* (Riyadh: Dār al-Salām), ḥadīth no. 2128.
[33] Ibid., ḥadīth no. 2129.
[34] Ibid., ḥadīth no. 2132
[35] al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Riyadh: Dār al-Salām), ḥadīth no. 154
[36] Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Riyadh: Dār al-Salām), ḥadīth no. 1266
[37] Ibid., ḥadīth no. 467

[38] al-Baqarah, 2:115.
[39] al-Baqarah, 2:185
[40] al-Nissa, 4:28.
[41] al-Baqarah, 2:185
[42] Al-Hajj, 22:78